قسط ۱

نئے عالمی نظام کی تشکیل اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں

محترم پروفیسر صلاح الدین ثانی

تعلیمات نبویہ کی روشنی میں

(تقابلی مطالعہ)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد! ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ O(۱)

ہر شخص اور ہر نظام کو فنا ہے صرف اللہ کی ذات (اور اس کے نظام کو بقا ہے) اس کی ذات اور اُس کا نظام ہی سب سے اعلیٰ و برتر ہے۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون لایا کھینچ کر پچھم سے باد سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نور آفتاب؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟

یہ ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو کائنات کا تنہا سپر پاور ہے، جس نے قیامت تک آنے والی ساری انسانیت کی رہنمائی کے لئے صرف ایک ذات یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب کر دیا ہے۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایک فرد کی سیرت نہیں آپ کی تعلیمات کسی ایک فرد یا خاص معاشرہ کے لئے نہیں، بلکہ ساری انسانیت کے لئے ہیں۔(۲) آپ کی تعلیمات ایک انقلاب ہیں، ایک تاریخ ہیں، ایک عظیم الشان داستان ہیں جو انسانی پیکر میں انسانوں کے لئے جلوہ گر ہوئیں، وہ زندگی سے کٹے ہوئے کسی درویش، سادھو، یا راہب کی سرگزشت نہیں جو کسی گوشہ میں بیٹھ کر انفرادی تعمیر میں مصروف ہو، بلکہ یہ ایسی ہستی کی آپ بیتی ہے، جو اجتماعی تحریک کی روح رواں تھی، جس نے زندگی کے ہر گوشہ کے لئے شاندار و بے مثال راہنما اصول چھوڑے جن کی مثال آج بھی دی جاتی ہے اور تا ابد دی جاتی رہے گی۔ اسی سے متاثر ہو کر معروف برٹش مستشرقہ کارین آرم اسٹرانگ (Karenarmstorng) نے لکھا ہے۔

Muhammad ......ﷺ Founded areligion and a tradition whic was not based on opressed culture or sword despite the western propaganda and myth, whose name is Isam which sighifies peace reconciliation.(3)

محمد ﷺ ایک ایسے مذہب اور تہذیب وروایت کے بانی تھے جس کی بنیاد تلوار اور جبر پر نہیں تھی۔ مغربی پروپیگنڈے اور افسانے کے باوجود اسلام کا نام امن اور صلح کا مفہوم رکھنے والا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اور عالمی نظام ہے دیگر مذاہب کی طرح چند مذہبی رسومات یا عبادات کے چند طریقوں کا نام نہیں، بلکہ انسان کے دنیا میں آنے سے لے کر پیوند خاک ہونے تک ابتدائے آفرینش سے قیام قیامت پھر حشر اور جزاوسزا تک پیش آنے والے تمام امور کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔ اسلام کی ایک اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایسی قومیت کی بنیاد رکھتا ہے جو قومیت کے عام مغربی تصور سے بالکل جدا اور یکسر مختلف ہے۔ مغربی مفکرین نے قومیت کا جو نظریہ قائم کیا ہے اس کے تحت قوم

جغرافیائی حدود سے بنتی ہے۔ اسلام کے فلسفی قومیت کے اندر اتنی وسعت ہے کہ کسی بھی علاقہ کا رہنے والا ہو، کوئی بھی زبان بولنے والا اور کسی بھی تہذیب و ثقافت کا پروردہ اس کے دامن رحمت میں بلا توقف اور اجنبیت کے کسی بھی احساس کے بغیر آسکتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام کا تصور قومیت اس قدر سریع الاثر ہے کہ ایک شخص صرف اسلام کا بنیادی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہی اپنا سب کچھ بدل ڈالتا ہے۔ اب وہ صرف مسلمان ہوتا ہے، نہ ترکی نہ افغانی، نہ ایرانی نہ ہندوستانی اور نہ عربی نہ عجمی، اس کا نہ اپنی سابقہ تہذیب و ثقافت سے کوئی واسطہ رہتا ہے نہ مذہبی و جغرافیائی رسومات اور طور طریقوں سے، اسلام کا یہ بھی اعجاز ہے کہ کوئی زبان و زمان، کوئی مکان و مقام اور کوئی تہذیب و ثقافت اس کی راہ میں حائل ہونے کی قدرت نہیں رکھتی۔ کلمہ پڑھتے ہی سب مصنوعی دیواریں خود بخود منہدم ہوتی چلی جاتی ہیں۔ ایک اور بھی امتیازی وصف ہے کہ اس کے اصول ہر زمانہ ہر قوم ہر نسل سب کے لئے یکساں رہتے ہیں۔

جبکہ رواج ہے جنگ و صلح کی متضاد حالتوں میں انسان کا نظام اخلاق دفعۃً بدل جاتا ہے۔ ایک شخص بذات خود نہایت رحم دل ہے لیکن میدان جنگ میں جاکر نہایت بے رحم ہو جاتا ہے۔ ایک شخص ذاتی معاملات میں نہایت حلیم الطبع ہے، لیکن کسی فوج میں شامل ہو کر سخت مشتعل اور مغلوب الغضب ہو جاتا ہے۔ ایک شخص امن و صلح کے زمانے میں نہایت صادق القول اور پابند عہد ہے، لیکن زمانہ جنگ میں انتہائی خداع اور عہد شکن بن جاتا ہے۔ ایک جماعت، ایک قوم، ایک ملک، امن و سکون کے دور میں انسانیت کا بہتر سے بہتر نمونہ ہوتی ہے، لیکن جنگی اغراض، طامعانہ اقدامات اور حربی مصالح کے عہد فساد میں آکر چارپایوں سے زیادہ وحشی اور درندوں سے زیادہ خونخوار ہو جاتا ہے۔ لیکن دنیا میں صرف "اسلام" ہی ایک ایسی زندہ ہستی ہے جو اپنے پہلو میں دل اور دل میں ایک غیر ممکن المتغیر برداشت کی اخلاقی طاقت رکھتی ہے۔ اس پر عوارض خارجیہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ظاہر و باطن، شخصیت و جمہوریت، افتراق و اجتماع، جنگ و صلح، اس کے لئے تمام حالتیں یکساں ہیں۔ اس کا معیار اخلاق جس طرح امن و صلح کی حالت میں قائم رہا۔ اسی استحکام و استواری کے ساتھ جنگ کے سیلاب اور آتش و خون کے طوفان میں بھی قائم و ثابت نظر آیا۔(۴۰)

اصلی چیز تعلیم نہیں بلکہ تعلیم کے نتائج اور اس کا عمل ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کریم نے جو کچھ کہا، اس نے عملی شکل میں کیسی صورت اختیار کی؟ انسان کی روح اس لئے بیمار نہیں کہ زبانوں نے تعلیم کم کر دی اور کاغذوں پر زیادہ نہیں لکھا گیا بلکہ اس کا اصل دکھ زندگی کی عملی مشکلات میں ہے اور صرف وہی تعلیم فتح مند ہو سکتی ہے، جو ایک مستحکم عملی نمونہ اپنے ساتھ رکھتی ہو۔ عملی حقیقت کے لحاظ سے اولین نمونہ حامل قرآن و اولین داعی اسلام (ﷺ) کا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

اک مہر جہاں تاب ابھرتا ہے حرم سے
اب جھوٹے خدا اپنے چراغوں کو بجھائیں

قدیم عالمی نظام: ابن سینا نے "الشفاء" میں لکھا ہے انسان اجتماعی مزاج رکھتا ہے، اجتماعی زندگی سے روابط پیدا ہوتے ہیں اور ان روابط کی تنظیم کے لئے انسان قوانین کا محتاج ہے۔(۶) یہ قوانین قومی و عالمی دونوں طرح کے ہیں لیکن انسان کو ابتدا ہی سے اپنے متعلق ایک بڑی غلط فہمی رہی جو آج ۲۰۰۳ء تک قائم کبھی افراط پر اترتا ہے تو اپنے آپ کو دنیا کی سب سے زیادہ بلند ہستی سمجھ لیتا ہے تکبر اور سرکشی کی ہوا اسکے دماغ میں بھر جاتی ہے اور وہ مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (۷) ہم سے بڑا طاقتور کون ہے؟ اور أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلٰى (۸) تمہارا سب سے بڑا مالک ہوں کہ صدا بلند کرتا ہے اور کبھی تفریط کی جانب مائل ہوتا ہے تو اپنے آپ کو اتنا گرا لیتا ہے کہ درخت، پتھر، دریا، پہاڑ، جانور، سورج، چاند اور دیگر مظاہر فطرت کے آگے سر جھکا دیتا ہے حتی کہ اپنے جیسے انسانوں میں بھی کوئی قوت یا صلاحیت دیکھتا ہے تو اسے کبھی معبود مان لیتا ہے بقول اقبال

یانی یانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

اسلام نے ان دونوں انتہائی تصورات کو باطل کر کے انسان کی اصل حقیقت اس کے سامنے پیش کی ہے۔ اسلام سے پہلے جو عالمی نظام رائج رہے وہ نسلی، قومی، طبقاتی بنیادوں پر وجود میں آئے، ارسطاطالیس نے اپنی کتاب "سیاسیات" میں جو سیاسی فکر کی بنیاد رکھی ہے وہ یہ ہے کہ غیر یونانیوں کو قدرت نے غلام رہنے اور بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔(۹) کوتلیہ چانکیہ جو ہندوؤں کا بابا آدم کہلاتا ہے اس نے عالمی نظام کے جو اصول قائم کئے ہیں اس کی بنیاد بھی تین انسانی طبقات پر رکھی ہے سب سے اعلیٰ برہمن پھر کھتری پھر شودر اور ہر ایک کے لئے الگ الگ قانون وضع کیا ہے۔(۱۰)

پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں، جب رومن ایمپائر کے بین الاقوامی قوانین کو منظم کیا جا رہا تھا تو انہوں نے بھی پوری نسل انسانی کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک رومن دوسرے غیر رومن، غیر رومن کو غیر مہذب قوم قرار دیا اور ان کے لئے الگ قوانین وضع کئے۔ یہی وہ قوانین ہیں جنہیں Droitdesgeng یعنی قانون اقوام کا نام دیا گیا ہے۔ انگریزی میں اسے Law of Nations کہا جاتا ہے۔ اسی سے بین الاقوامی قوانین تیار ہوئے ہیں۔(۱۱)

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت عرب میں بھی تین طبقاتی نظام رائج تھا۔ محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں۔ شہر مکہ کی آبادی کو درجوں کے لحاظ سے تین حصوں میں منقسم کیا گیا تھا۔ پہلا درجہ: سرداران قریش کے مناصب سقایت و رفادت اور کعبہ سے متعلقہ جملہ خدمات کی بنا پر ان کی حویلیاں کعبہ کی دیواروں سے متصل تھیں۔ دوسرا درجہ: قریش کی حویلیوں کے بعد ان لوگوں کے مکانات تھے جو وجاہت میں قریش سے دوسرے درجہ پر تھے مگر اوروں سے افضل۔ تیسرا درجہ: یہودی اور نصرانی مزدوروں اور غلاموں کی جھونپڑیاں جن کا رخ صحرا کی طرف تھا، انہیں شہر کے بیرونی رخ پر اسی لئے آباد کیا گیا تھا کہ ان کے مذہبی مناجات کی آواز قریش اور اہل مکہ کے کانوں تک نہ پہنچے۔ (۱۲) یعنی وہ تیسرے درجے کے شہری تھے۔ اور دو طاقتی عالمی نظام رائج تھا۔ یعنی روم ایک عالمی طاقت تھی جسے امریکہ سے تشبیہ دے سکتے ہیں، دوسری فارس تھی جسے روس سے تشبیہ دے سکتے ہیں، بقول علامہ ابن خلدون فارس میں چار ہزار دو سو اٹھاسی سال سے موروثی شخصی مطلق العنان حکومت قائم تھی۔ (۱۳) اور حکمران بادشاہوں کا دعویٰ تھا ان کی رگوں میں خدائی خون ہے اور اہل فارس بھی انہیں خدا کی طرح سمجھ کر ان کے سامنے سربسجود ہوتے تھے، ان کی ربوبیت کے ترانے گاتے تھے۔ (۱۴)

مولانا حامد انصاری لکھتے ہیں، رومیوں کی سلطنت کا مقصد شروع سے عالمگیریت تھا اور اس میں وہ کامیاب رہے۔ (۱۵) قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے اسی طرح نمرود، شداد، فرعون اور چانکیہ سکندر وغیرہ نے بھی اپنا عالمی نظام قائم کیا تھا۔ نمرود نے ۲۰۰۰ء قبل مسیح میں بابل میں ایک متمدن حکومت قائم کی تھی۔ (۱۶) اور خدائی کا مدعی تھا۔ (۱۷) بقول غالب

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے عالمی نظام کو پاش پاش کیا۔ (۱۸) بقول اقبال

بے دھڑک کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشا لب بام ابھی

اسی طرح فرعون نے بھی عالمی نظام قائم کیا تھا، قرآن کریم نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَھْلَھَا شِیَعًا یَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْھُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَھُمْ وَیَسْتَحْیٖ نِسَآءَھُمْ اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۔ (۱۹)

فرعون نے زمین پر غلبہ حاصل کر رکھا تھا اور (اس کی پالیسی یہ تھی) لوگوں کو (اپنی چال کے ذریعہ) الگ الگ گروہوں میں تقسیم کر کے (ان پر حکومت کرتا تھا) ان میں سے ایک گروہ کے لئے یہ پالیسی بنائی تھی کہ ان کے بچوں کو قتل کروا دیتا تھا۔ (اس لئے کہ اس کے نجومیوں / تھینک ٹینکس (Think Tanks) یعنی ماہرین قومی سلامتی نے رپورٹ دی تھی کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو تمہاری حکومت کو برباد کر دے گا، لہٰذا اس نے اپنے زعم کے مطابق ملک کو فساد سے بچانے کے لئے ان کے بچوں کو قتل کرنے کی عالمی پالیسی پر عمل درآمد شروع کر رکھا تھا) اور بچیوں کو (عیاشی وافزائش نسل کے لئے) زندہ چھوڑ دیا کرتا تھا، (قرآن کے نقطہ نظر کے مطابق) فرعون جو (بش کی طرح) مصلح ہونے کا مدعی تھا وہی تمام فساد کی بنیاد تھا، اللہ تعالیٰ نے اس مفسد کو تباہ کر کے (تباہی کا ذریعہ اس وقت رگ معیشت دریائے نیل تھا آج ایفل ٹاور تھا) اس کے غلبہ کو ختم کر کے کمزوروں کو زمین پر غالب بنا دیا۔ (۲۰) جس کی تلاش میں فرعون نسلیں ختم کروا رہا تھا خود اسی کی گود (سرزمین) میں اس کی پرورش کروا کر اس کے عالمی نظام کو ختم کر کے۔ (۲۱) اپنا عالمی نظام قائم کر دیا۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آزری

آج بھی جب امریکہ سے کہا جاتا ہے کہ تم نے دنیا کے ۱۳۰ ممالک میں مداخلت کر کے (۲۲) زمین میں فساد برپا کر دیا ہے تو کہتے ہیں: اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (۲۳) ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

جدید عالمی نظام: اسلام کی آمد کے وقت دو طاقتی عالمی نظام موجود تھا جس کے محور قیصر و کسریٰ یعنی روم و فارس تھے اس کے بعد چنگیز، نپولین بوناپارٹ، اور ہٹلر کے ورلڈ آرڈر سامنے آئے۔ اٹھارہویں صدی کے آغاز کے وقت دنیا میں برطانیہ اور فرانس دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ۱۷۰۱ء سے ۱۷۰۷ء تک ان کے مابین ایک بڑی جنگ ہوئی جس میں فرانس کو شکست ہوئی اور برطانیہ نے ایک معاہدے کی شکل میں ورلڈ آرڈر جاری کیا جس کے تحت برطانیہ ایک واحد طاقت کے طور پر ابھرا۔ اسی ورلڈ آرڈر کے تحت برطانیہ کو جبل طارق اور اسپین کے علاقے ملے تھے۔ ۱۷۴۰ء سے ۱۷۴۸ء تک برطانیہ اور فرانس میں ایک اور جنگ The war of Austrian

succession ہوئی۔ جس میں پھر فرانس کو شکست ہوئی اور برطانیہ نے ورلڈ آرڈر جاری کیا اور اپنے مفادات کا تحفظ کیا۔

☆ ۱۷۵۶ء سے ۱۷۶۳ء تک برطانیہ اور فرانس میں تیسری بڑی جنگ Seven year war ہوئی جس کے نتیجہ میں ۱۷۶۳ء میں معاہدہ پیرس لکھا گیا اور یہ نیو ورلڈ آرڈر کہلایا۔ ۱۷۷۵ء سے ۱۷۸۳ء تک امریکہ کی سرزمین پر ایک جنگ آزادی لڑی گئی جو امریکہ کی جنگ آزادی کہلاتی ہے۔ اس جنگ میں امریکہ کی ۱۳ ریاستوں نے برطانیہ کی افواج کے خلاف فتح حاصل کی اور اس فتح کے بعد جو ورلڈ آرڈر بنا اس کے نتیجہ میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تشکیل ہوئی۔ انیسویں صدی کے آغاز میں فرانس کی قیادت نپولین کے ہاتھ میں آئی تو فرانس ایک بڑی طاقت بن کر ابھرا اور انگلینڈ سے اپنی گزشتہ شکست کا بدلہ لینے کے لئے ۱۸۰۳ء میں جنگوں کا نیا سلسلہ شروع کر دیا۔

☆ ۱۸۱۵ء میں Consent of Europe کے نام سے ایک ورلڈ آرڈر لکھا گیا جس میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے مفادات کو تحفظ فراہم کیا گیا۔ (۲۴) اس ورلڈ آرڈر کو چار بڑی یورپی طاقتوں نے تیار کیا، جس میں شہنشاہ کروشیا، شہنشاہ جرمنی، شاہ آسٹریلیا اور شہنشاہ روس شامل تھے اسے "مقدس اتحاد" کا نام دیا گیا، اس کے تین بنیادی اصولوں میں سے ایک یہ تھا کہ یورپ اور اس کے قرب و جوار میں کسی مسلمان طاقت کو سر اٹھانے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ (۲۵) ☆ ۱۸۵۳ء تک روس اور یورپ کے مابین War crimean جس کے اختتام پر "کانگریس آف پیرس" میں نیو ورلڈ آرڈر لکھا گیا اور یورپی ممالک کے مفادات کو تحفظ فراہم کیا گیا۔

☆ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک پہلی جنگ عظیم ہوئی جس میں جرمنی کو شکست ہوئی۔ برطانیہ اور اس کے اتحادی فاتح قرار پائے۔ اس جنگ کے اختتام پر معاہدہ ورسیلز کے تحت نیو ورلڈ آرڈر جاری کیا گیا۔ اسی نیو ورلڈ آرڈر کے تحت مسلمانوں کی نمائندہ حکومت سلطنت عثمانیہ کو جرمنی کا ساتھ دینے کی سزا دی گئی اور اس کے حصے بخرے کر کے فاتح قوموں میں بانٹ دیئے گئے۔ عالمی خلافت اسلامیہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔ اسی ورلڈ آرڈر کے تحت اقوام متحدہ کی تشکیل ہوئی۔ ☆ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء تک دوسری جنگ عظیم لڑی گئی جس میں ایک جانب جرمنی کی قیادت میں اس کے اتحادی اٹلی، جاپان اور رومانیہ تھے اور دوسری طرف برطانیہ کی قیادت میں روس، فرانس اور امریکہ تھے۔ اس جنگ میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کو فتح حاصل ہوئی۔ امریکہ نے ناگاساکی اور ہیروشیما میں پہلی بار ایٹم بن گرا کر لاکھوں انسانوں کو لقمہ اجل بنایا اور اس دہشت گردی کے ذریعے ایک نیو ورلڈ آرڈر کی بنیاد رکھی۔ اس نیو ورلڈ آرڈر کے تحت اقوام متحدہ بنی۔ جبکہ امریکہ اور روس دو بڑی طاقتیں بن کر ابھرے۔

☆ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد دنیا میں طاقت کا توازن امریکہ اور سوویت یونین کے ہاتھ میں آ گیا اور دو قطبی نظام رائج ہو گیا اور ایک طویل سرد جنگ کا آغاز ہو گیا۔ ان تمام جنگوں کے نتیجے میں جتنے بھی ورلڈ آرڈر بنے انہیں سامراجی اور استعماری ورلڈ آرڈرز کہنا بے جا نہ ہو گا۔ (۲۶) چنانچہ ان دو ورلڈ آرڈرز یعنی نئی سامراجیت اور اشتراکیت میں ۴۰ سال تک سرد جنگ جاری رہی۔ اس سرد جنگ میں امریکہ نے نئی سامراجیت کے اصولوں کے تحت اسرائیل، کیوبا، شام، ایران، مصر، ویت نام، شمالی کوریا، ترکی، یونان، پاکستان اور سعودی عرب کو اپنے زیر اثر رکھا اور سوویت یونین نے اپنے ورلڈ آرڈرز "اشتراکیت" کے تحت لٹویا، لیتھونیا، اسٹونیا، پولینڈ، ہنگری، چیکوسلواکیہ، البانیہ اور بلغاریہ کو اپنے زیر اثر رکھا۔ امریکہ نے نئی سامراجیت کے مؤثر نفاذ کے لئے سیٹو، سنٹو اور نیٹو کی تشکیل کی اور روس نے اپنے ورلڈ آرڈر کے موثر نفاذ کے لئے وارسا پیکٹ تشکیل دیا اور اپنے زیر اثر ریاستوں میں اپنے فوجی اڈے قائم کئے۔

امریکہ کا نیا عالمی نظام: پہلے سے موجود عالمی نظاموں کی موجودگی اور اسی استعماری عالمی نظام کے زیر سایہ پروان چڑھنے والی اقوام متحدہ اور اس کی ذیلی تنظیموں کی موجودگی میں امریکہ نے نئے عالمی نظام کی بات کیوں کی؟ اور کیا کوئی عالمی نظام ہے؟

عالمی نظام کا پس منظر: پہلی رائے بقول جوہر میر کے، یہ ہے کہ ہر امریکی صدر کا دستور رہا ہے اپنے عوام اور دنیا کو کنفیوژ کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی نعرہ ضرور لگاتا ہے، مثلاً صدر آئزن ہاور نے اشتراکیت کے خلاف دیوار کھڑا کرنے کا اعلان کیا۔ نکسن نے نئے افق تلاش کرنے کا، کینیڈی نے دنیا کو جنگی خطرات سے پاک کرنے کا، جیرالڈ فورڈ نے افراط زر کنٹرول کرنے کا، جمی کارٹر نے نیو فاؤنڈیشنز یعنی نئی بنیادیں تلاش کرنے، ریگن نے اسٹار وار پروگرام کا اور جارج بش نے "نئے عالمی نظام" کا نعرہ لگایا۔ (۲۷) کرسٹوفر ہچنز کے مطابق بش ژیل یونیورسٹی میں پڑھتے تھے جس کا ماٹو لاطینی زبان میں کندہ کیا ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ "نیو ورلڈ آرڈر" ہے اور یہ اصطلاح ہر امریکی ڈالر پر بھی موجود ہے۔ (۲۸)

اسی لئے جوہر میر کی رائے ہے: جارج بش کے نئے عالمی نظام کا نعرہ تاریخی اور دستاویزی ثبوت کے ساتھ ایک تاریخی سرقہ سمجھا جا سکتا ہے، یہ ایک ایسا نعرہ بھی نہیں جو پہلی مرتبہ لگایا گیا ہو، امریکی تاریخ کے حوالے سے نئے عالمی نظام کا نعرہ امریکہ کے تیسرے صدر تھامس جیفرسن ۱۸۲۶/۱۷۴۳، جو ۱۸۰۱ سے ۱۸۰۹ء تک

امریکہ کا صدر رہا، کے عہد سے رائج اور نافذ چلا آرہا ہے، امریکی کرنسی کے ایک ڈالر کے نوٹ کی پشت پر اہرام کی شکل کی ایک مہر کے نیچے لاطینی زبان میں بہت واضح الفاظ میں "Novus Ordo Seclorum" لکھا ہوا ہے، جس کا مطلب نیا عالمی نظام ہے، دوسری عالمی جنگ سے پہلے ہٹلر نے بھی یہی نعرہ لگایا تھا، اور اس دور میں یہ نعرہ سب سے پہلے سوویت یونین کے گورباچوف نے لگایا، گورباچوف نے ۷ دسمبر ۱۹۸۸ء کو اقوام متحدہ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نئے عالمی نظام کی اصطلاح استعمال کی تھی، تخفیف اسلحہ کے موضوع پر اپنا موقف پیش کرتے ہوئے انہوں نے یہ الفاظ یوں بیان کئے تھے۔

Today, further world progress is only possible through a search for universal human consensus as we move forward to a New World Order.(29)

سحر صدیقی کے مطابق ۱۹۹۰ء میں پینٹاگون کی مدد سے نیو ورلڈ آرڈر جاری کیا گیا تھا۔(۳۰) جارج بش نے ۱۶ جنوری ۱۹۹۱ء کو پہلی دفعہ عراق کے خلاف جنگ شروع کر کے، "نئے عالمی نظام" کے نفاذ کی نوید سنائی۔(۳۱) اس کے جواب میں چین نے انٹرنیشنل آرڈر کا اعلان کیا۔(۳۲) اور موتمر العالم الاسلامی نے کولمبو کانفرنس میں ۶۰ اسلامی ممالک کے ۲۵ نمائندوں کے تعاون سے نیو ورلڈ آرڈر کے لئے سات نکاتی فارمولا پیش کیا۔(۳۳)

نیا عالمی نظام لانے کے اسباب: امریکہ اور مغربی دنیا نے نیو ورلڈ آرڈر بنانے کی ضرورت کیوں محسوس کی؟ انہیں کیا ضرورت پیش آئی؟ اس کے تین بنیادی اسباب ہیں جن میں سے ایک سبب سپر طاقتوں کا زوال ہے؟ یعنی دو سپر پاورز تھیں، امریکہ اور روس، روس تو ویسے ہی بطور سپر پاور کے ختم ہو گیا ہے؟ اس کے علاوہ دس پندرہ سالوں سے امریکہ اور روس اس دنیا میں اپنی من مانی نہیں کر سکے۔ یعنی سپر طاقتیں دنیا میں اپنی خواہش اور مرضی کا نظام مسلط نہیں کر سکیں۔ مثلاً ۱۹۷۵ء میں ویت نام میں سالہا سال کی جنگ کے بعد امریکی فوجوں کو شکست ہو گئی۔ پھر ۱۹۷۸ء میں ایران میں انقلاب آیا، جس میں امریکی مفادات کو سخت نقصان پہنچا اور امریکہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اس ریلے کو نہ روک سکا۔ اسی طرح ۱۹۸۸ء میں روس افغانستان کے ساتھ دس سال تک جنگ لڑنے کے بعد شکست کھا کر پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ پھر جرمنی متحد ہو گیا۔ مشرقی یورپ میں تبدیلیاں اور انقلابات آئے تو سپر پاورز نے محسوس کیا کہ اب دنیا ہمارے ہاتھوں سے نکلتی جارہی ہے اور براہ راست ہمارا تسلط اور قبضہ دنیا سے ختم ہو رہا ہے۔ چنانچہ انہیں نیو ورلڈ آرڈر بنانے کا خیال آیا۔ یہ نیو ورلڈ آرڈر بنانے کی پہلی ضرورت تھی دوسرا سبب یہ تھا کہ امریکہ نے سوچا کہ وہ اتنی بڑی طاقت ہونے کے باوجود اب تنہا اپنی مرضی مسلط کرنے کے قابل نہیں رہا تو اس نے سوچا کہ نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے پوری دنیا کے سیاسی اقتصادی اعتبار سے دفاعی اور فوجی اعتبار سے اپنے قبضے میں لے لیا جائے۔ اس کے بعد تیسرا سبب یہ تھا کہ وہ لوگ دنیا کے مختلف علاقوں میں اپنے تشخص اور قومی سالمیت کی بحالی کے لئے چلنے والی آزادی کی تحریکوں کو پسند نہیں کرتے تھے کہ قومیں خود بخود آزادی حاصل کرتی جارہی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے نیو ورلڈ آرڈر میں شق رکھی کہ کسی بھی ملک میں سیاسی اور جغرافیائی تبدیلیاں بین الاقوامی کمیونٹی کی مرضی کے بغیر نہ ہوں تاکہ آزادی کی تحریکوں کو دبایا جاسکے تو یہ وہ تین بنیادی اسباب تھے جس میں انہوں نے دیکھا کہ ہم تو بہت پیچھے چلے جائیں گے، لہٰذا اب نظام عالم کو بدلہ جائے اور ایک نیا عالمی نظام دیا جائے جس سے نئی پیدا ہونے والی صورتحال کا تدارک کیا جاسکے۔(۳۴)

امریکہ کو سرد جنگ میں کچھ اور تجربات بھی ہوئے جن کو مدنظر رکھ کر امریکہ کو نئے سامراجی دور کے لئے ایک نئی حکمت عملی کی اشد ضرورت تھی اس کی تشکیل میں درج ذیل عوامل اس کے پیش نظر تھے۔(i) ویت نام کی جنگ میں امریکی فوجوں کی شکست نے امریکہ کو دفاعی حکمت عملی میں تبدیلی کی ضرورت کا احساس دلایا۔(ii) ایران میں اسلامی انقلاب کی آمد سے اس خطہ میں امریکی مفادات کو خاصا نقصان پہنچا۔(iii) ایران عراق جنگ کے ختم ہو جانے سے امریکی مفادات کی کماحقہ تکمیل نہ ہو سکی۔(iv) مشرق وسطی میں عراق ایک بڑی اسلامی طاقت بن کر ابھرا۔(v) اسرائیل کے خلاف فلسطینیوں کی تحریک آزادی (انتفاضہ) کی بڑھتی ہوئی کارروائیاں امریکی مفادات کے لئے سخت نقصان کا باعث ہو سکتی تھیں۔(vi) جرمنی کا متحد ہو جانا جس سے مشرقی یورپ میں وسیع پیمانے پر تبدیلیاں رونما ہوئیں۔(vii) امریکہ میں بیروزگاری اور اقتصادی بحران میں اضافہ ہوا۔(viii) عالمی تجارت میں جاپان کی ابھرتی ہوئی اقتصادی قوت اور امریکی مصنوعات کا عالمی منڈیوں میں گرتا ہوا معیار اس کے لئے سخت تشویش کا باعث تھا۔(ix) غیر جانبدار تحریک NAM کے بیشتر ممالک کا امریکہ اور سوویت یونین کے ورلڈ آرڈر کی اطاعت سے انکار اور اپنی قومیت پر مبنی خارجہ پالیسیوں کی تشکیل امریکہ کے لئے سخت سیاسی دھچکا تھا۔ (x) امت مسلمہ میں بیداری کی لہر اور فلسطین، کشمیر اور وسط ایشیا میں آزادی کی تحریکوں میں شدت کا عنصر امریکی مفادات کے لئے قابل قبول نہ تھا۔(xi) جرمنی کے اتحاد کے علاوہ جاپان، فرانس، چین اور (یورپین اکنامک کمیونٹی) کا سیاسی اقتصادی طور پر مضبوط ہو جانا بھی امریکہ کے لئے چیلنج تھا۔(xii) دنیا بھر میں تجارتی بنیادوں پر نئے علاقائی اتحادوں کا قیام امریکی مفادات کے لئے تشویش کا باعث تھا۔

یہ وہ تبدیلیاں تھیں جو امریکہ کے پالیسی ساز ادارے ایک عرصہ سے محسوس کر رہے تھے اور امریکہ پر ان تبدیلیوں اور بین الاقوامی رویوں کے باعث یہ

واضح ہو گیا تھا کہ پرانے ورلڈ آرڈر کے ذریعے امریکہ دنیا میں اپنی خواہش اور مرضی کا نظام مسلط نہیں کر سکے گا چنانچہ پوری دنیا میں بلاشرکت غیرے حکمرانی کے خواب کو عملی جامہ پہنانے اور دنیا کی تمام قوموں کو سیاسی، اقتصادی، دفاعی اور فوجی اعتبار سے اپنے زیر سایہ کرنے کے لئے امریکہ نے نئی سامراجیت کا لائحہ عمل پیش کیا اور اسے نیو ورلڈ آرڈر کا نام دیا اور عالمی سطح پر اس کے نفاذ کا اعلان کر دیا۔ گویا نیو ورلڈ آرڈر کسی نئی تاریخ کا عنوان نہیں بلکہ ایک عالمی استحصالی اور سامراجی طاقت کی حکمت عملی کا نیا باب ہے اور اس نئی سامراجیت کو ہی نئے عالمی نظام کا نام دے دیا گیا ہے۔(۳۵)

نئے عالمی نظام پر اہل علم کی تحقیق و تجزیہ: نیا عالمی نظام کیا ہے؟ اسے سمجھنے کے لئے مجھے مدینۃ الحکمت کراچی کے شعبہ کلپنگ میں موجود ایک سو سے زائد مقالات کا مطالعہ کرنا پڑا، لیکن افسوس کی بات ہے ایک فیصد کو بھی نہیں معلوم نیو ورلڈ آرڈر کیا ہے، کالم و تجزیہ نگاروں نے رَجماً بالغَیب صرف ہوا میں تیر چلائے ہیں۔ اس موضوع پر جو کتابیں سامنے آئی ہیں انہیں ملاحظہ کرنے کا موقع ملا جس میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱۔ نیا عالمی نظام احمد سلیم فکشن ہاؤس مزنگ روڈ لاہور ۱۹۹۱ء، ۲۔ پاکستان میں امریکی سازشیں علی جاوید نقوی، ۳۔ رواداری اور مغرب، محمد صدیق شاہ بخاری، ۴۔ بدمعاش امریکہ ترجمہ روگ اسٹیٹ ولیم بیلم مترجم سید ناصر علی، صبیح پبلشرز اردو بازار لاہور ۲۰۰۳ء، ۵۔ نیو ورلڈ آرڈر امجد حیات ملک نیو چوبرجی پاک لاہور ۱۹۹۶ء، ۶۔ نیو ورلڈ آرڈر ارشد حسن ثاقب دار الانصار لاہور پاکستان۔ ۷۔ ماہنامہ مسیحائی کراچی کے ۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۰ء کے شمارے، ۸۔ امریکی فوج اور پاکستان عبداللہ ملک دار الشعور اردو بازار لاہور ۲۰۰۱ء،

9- The New WorldOrder (contrasting theories) Edited by Birthe Hansen. Macmillan Press Ltd 2000.

10- New WorldOrder the 1st Century by Dr. Frida J. Aziz Monza corporation Islamabad 1992.

11- New WorldOrder Series by Tandon Rameshawar Ashish Publishing House 1988 Delhi 1987, 1991.

12- A New WorldOrder by Ekins paul London Routladge 1992.

13- The New WorldOrder by H.G Wells London Secker and Warburg 1940.

14- Chomsky Noam WorldOrder old and New London Pluto press 1994, 1996.

۱۵۔ جارج ملین (George Melloan) نے بھی اس موضوع پر متعدد مقالات لکھے ہیں۔ اردو کتب میں ولیم بیلم کی اور انگلش کتب میں چومسکی کی کتاب سب سے دلچسپ ہے، چومسکی جو کہ خود بھی امریکی ہے اس نے سخت تنقید کی ہے لکھا ہے:

امریکہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی بدمعاش ریاست ہے۔ سب سے بڑی دہشت گرد قوت ہے اور ہندوستان کشمیر میں ریاستی دہشت گردی کا مجرم اور انسانی حقوق کو پامال کرنے والا ملک ہے۔ ۱۹ویں صدی میں برطانیہ دنیا کی چند بڑی بدمعاش ریاستوں میں سے ایک تھا اور ۲۰ویں صدی کے اواخر میں (یعنی نصف آخر میں) یہ "اعزاز" امریکہ کو حاصل ہو گیا ہے۔

انہیں کی محفل سجا رہا ہوں
چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں
زباں میری ہے بات ان کی

نیو ورلڈ آرڈر کی تعریف: تمام مصنفین اور تجزیہ نگاروں نے جارج بش کے انٹرویو و بیانات اور امریکی سفیر مسٹر رابرٹ بی اوکلے کے لیکچر اور امریکی رویوں کی بنیاد پر نیو ورلڈ آرڈر کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کہیں بھی اس کا ٹیکسٹ (متن) موجود نہیں ہے۔ جس کی بنیاد پر دوٹوک بات کہی جا سکے، اس کا اعتراف مختلف رائٹر نے بھی کیا ہے۔ مثلاً احمد سلیم (۳۶) راجہ ظفر الحق (۳۷) وغیرہ نے صراحتاً لکھا ہے۔ دلچسپ پہلو یہ ہے کہ جارج بش نے اپنے نظام کی تشریح اور تفسیر کے لئے کوئی مقالہ یا دستاویز بھی پیش نہیں کی اور اس طرح پوری دنیا کو اپنے حالات کے مطابق ٹامک ٹوئیاں مارنے کے لئے چھوڑ دیا۔ تاکہ

عالمی رد عمل کا اندازہ کر کے اس کے مفہوم میں تبدیلیاں لاتے رہیں۔

نیو ورلڈ آرڈر کا تعارف: نیو ورلڈ آرڈر کی مصنفہ ڈاکٹر فریدہ جے عزیز نے جارج بش کی ۱۳ اپریل ۱۹۹۱ء کی تقریر کا ایک پیراگراف نقل کیا ہے۔ جس سے نیو ورلڈ آرڈر کی وضاحت ہوتی ہے، جارج بش نے کہا:

A New World Order really describes, in regards to the US, new international responsibilities imposed by our successes. It refers to new ways of working with other nations to deter aggression and achieve stability, prosperity, and above all, peace. The cold war`s end has not, unfortunately, delivered us into an era of perpetual peace. As old threats recede, new threats emerge. The quest for a New World Order is, in part, a challenge to us (the US) and the international community to find ways of keeping the dangers of disorder at day."(38)

نیو ورلڈ آرڈر ہماری ان نئی ذمہ داریوں کے اظہار کا نام ہے جو ہم پر ہماری کامیابیوں کی بدولت عائد ہوئی ہیں، اس (نیو ورلڈ آرڈر) کے ذریعہ دوسری اقوام کے ساتھ معاملات کے پہلوؤں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ کس طرح زیادتیوں کو روک کر توازن، خوشحالی اور امن کو قائم کیا جائے گا، ہمیں اس آرڈر کو اس لئے نافذ کرنا ہے کہ سرد جنگ کے بعد کے حالات پہلے جیسے نہیں ہے، پرانے خطرات ختم ہوتے ہی نئے خطرات نمودار ہوگئے ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر (کا نفاذ) یقیناً امریکہ بلکہ پوری عالمی برادری کے لئے چیلنج ہیں۔ لہٰذا ہمیں خطرات کنٹرول کرنے کے راستوں کو اختیار کرنا ہوگا۔

ایک دوسرے موقع پر نیو ورلڈ آرڈر کا تعارف کراتے ہوئے امریکی سفیر رابرٹ بی اوکلے نے کہا:

To bring the World closer together by much more active cooperation and support for the principles of the UN Charter and use of the UN system and other regional organizations with, of course, staunch US support; the UN to become a forum for achieving international consensus and maintain effective influence as an instrument for international peacekeeping; a world based on shared commitment, a mong nations large and small, to a set of principles: peaceful settlement of international disputes, solidarity against aggression, reduced and controlled arsenals and just treatment for all peoples.(39)

دنیا کو قریب لانے کے لئے UN چارٹر علاقائی تنظیموں کو مؤثر بنانے کے لئے امریکہ کو زبردست مدد کی ضرورت ہے۔ تاکہ اقوام متحدہ عالمی امن کے لئے مؤثر کردار ادا کر سکے، چھوٹی بڑی قوموں کو معاہدہ کا پابند کر سکے، جھگڑوں کا پرامن حل واضح اصولوں کے ذریعہ تلاش کیا جاسکے۔ اور زیادتیوں کی جگہ تعاون کیا جاسکے۔ اور (نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعہ) اسلحہ میں کمی اور اسلحہ کو کنٹرول کر کے انصاف مہیا کیا جاسکے۔

اوکلے نے پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل افیئرز میں "نیا عالمی نظام افسانہ یا حقیقت" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے نیو ورلڈ آرڈر کی مزید وضاحت کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ سرد جنگ کے زمانہ میں بھی سارے خیر کے کام یعنی اقوام متحدہ کا قیام دنیا کی آزادی کو بقا اور کم ترقی یافتہ ممالک کو کھربوں ڈالر کی امداد دینے کا کام ہم ہی کرتے رہے ہیں۔ اس لئے نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کا ہمیں اب پہلے سے زیادہ حق ہے اس لئے کہ اب تو فقط ہم سپرپاور ہیں کوئی اور نہیں۔ (۴۰) ارجن اپاڈورائے نیو ورلڈ آرڈر پر انٹرنیشنل کانفرنس میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

It may well be that the emergent postnational order proves not to be a system of homogeneous units (as with the current system of nation- states) but a system based on relations between heterogeneotis units (some social movements, some interest groups, some professional bodies, some nongovemmental organizations, some armed constabularies, some judicial bodies).(41)

ممکن ہے بعد میں آنے والی اور ابھرنے والی قوموں کا رویہ ثابت کرے کہ آئندہ ہم نسل اور ہم جنس کی بنیاد پر جاری سسٹم باقی نہ رہیں، بلکہ مختلف النوع لوگوں کے تعلقات کی بنیاد پر نیا سسٹم بنایا جائے، مثلاً کچھ سماجی طبقے ہوں کچھ سرمایہ دار طبقے ہوں، کچھ پروفیشنل کچھ ماہر قانون کچھ مسلح افراد وادارے ہوں (جن کی بنیاد پر نیا عالمی نظام وجود میں آئے)

(جاری ہے)